معیشت کی بہتری اور ترقی میں بے لاگ احتساب کا کردار

ڈاکٹر اکرام اللہ*

ڈاکٹر جنید اکبر**

The system of accountability is very essential for stability and financial development of a state because under this system national wealth and resources are properly utilized and the state meets overall development. But if the state has a weak or inactive system of accountability then the country can no more remains prosperous and financially stable despite its good qualities of political system. Any welfare and ideal state must have balanced economy and financial system. The state should evaluate performance of its officials in order to block their way to corruption, dishonesty and misuse of powers. There are several matters regarding trade and economy without which it is impossible to get rid of financial crises. For example, artificial scarcity of commodities, hoarding, speculative trade, monopoly, smuggling, fraudulent in eatable things and medicines, interest based bargaining, bribery etc. These things could only be controlled through a system of accountability. It is necessary to regularize the effective characteristics of transparent accountability in society. Corruption and dishonesty must be eradicated from society. Similarly the institutions should keep strict check on fraud, beggary, gambling, corruption of government officials, bank default and use of unfair means for earning and purification of state institutions.

تمہید

کسی ملک کی معاشی بقا اور استحکام کے لئے احتساب کا نظام بنیادی حیثیت رکھتا ہے، یہی وہ نظام ہے جس کی وجہ سے ملکی دولت و مسائل کا صحیح استعمال ہوتا ہے اور ملک ترقی کی منزلیں طے کرتا ہے لیکن اگر کسی ملک کا نظام احتساب کمزور اور غیر فعال ہو تو وہ ملک اپنے نظام کی تمام تر خوبیوں کے باوجود زیادہ عرصہ خوشحال اور معاشی طور پر مضبوط نہیں رہ سکتا۔

چنانچہ اس مقالہ میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ریاست کی معاشی زندگی کے لے احتسابی اِدارے کا کردار کتنا اہم اور موثر ثابت ہو سکتا ہے، تاکہ ایک طرف اس کے ذریعے بدعنوانی اور کرپٹ مافیا کی بیخ کنی کی جاسکے جب کہ دوسری طرف خود اِنحصاری کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے مسائل اور وسائل میں توازن قائم کیا جا سکے۔

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ ودینیہ، جامعہ ہری پور، حطار روڈ، ہری پور۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ و دینیہ، جامعہ ہری پور، حطار روڈ، ہری پور۔

محکمہ احتساب کی ضرورت

ریاست کی معاشی زندگی میں احتسابی ادارے کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ بدعنوانی اور خیانت کی بناء پر ریاست کی معاشی زندگی میں پیدا ہونے والے عدم توازن کو دُور کرنے کے لئے احتسابی ادارے کا کردار ایک مسلمہ حقیقت رہا ہے۔

کسی بھی فلاحی اور مثالی ریاست کے لئے ضروری ہے کہ وہ معاشی و اقتصادی توازن کو برقرار رکھے۔ ریاست میں ملازمین کے عمومی کردار کا جائزہ لیں تاکہ بدعنوانی، خیانت اور اختیارات کا ناجائز استعمال نہ ہو۔

سرکاری ملازمین کی نفسیات اور بدعنوانی کا ذکر کرتے ہوئے، اچاریہ کوتلیہ چانکیہ اپنی مشہور کتاب "ارتھ شاستر" میں لکھتے ہیں:

> "جس طرح زبان کی نوک پر رکھے ہوئے شہد یا زہر کو بغیر چکھے چھوڑ دینا محال ہے اِسی طرح کسی سرکاری ملازم کے لئے محال ہے کہ سرکاری مال کو کم از کم تھوڑا سا نہ چکھے، جس طرح پانی کے اندر کی مچھلی کی بابت نہیں کہا جاسکتا کہ پانی پی رہی ہے یا نہیں پی رہی، اِسی طرح سرکاری افسروں کی بابت کہنا مشکل ہے کہ دورانِ کار رشوت لے رہے ہیں یا نہیں لے رہے۔ آسماں میں اُڑتے ہوئے پرندوں کی حرکت کو تاڑا جاسکتا ہے۔ سرکاری ملازمین کی نیت کو نہیں تاڑا جاسکتا۔"[1]

خواجہ نظام الملک طوسی ریاست کی معاشی زندگی بالخصوص تجارتی بدعنوانیوں کی اِصلاح کے لئے محتسب کا تقرر انتہائی ضروری قرار دیتے ہیں۔ اُن کے بقول :

> "ہر شہر میں محتسب کا تقرر کیا جائے جس کا فرض ہو کہ ترازوں اور نرخوں کو صحیح رکھے، خرید و فروخت کی نگرانی کرے تاکہ اِس میں کوئی خرابی راہ نہ پاسکے۔ نیز تاجر دھوکا اور بددیانتی نہ کریں...... عمال محصول کے طور پر صرف جائز مال لوگوں سے وصول کریں اور دوسرے یہ کہ حصولِ مال میں سختی نہ کریں۔"[2]

اسی طرح محکمہ احتساب کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ دھوکہ بازوں اور کھانے پینے کی اشیاء میں ملاوٹ کرنے والوں کا قلع قمع کرے۔ کیوں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو امت کی بہبود و ترقی اور اس کے مصالح کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔[3]

ریاست کی معاشی زندگی میں احتسابی ادارے کے کردار کو نظر انداز کرنا خود اپنے پاوں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے کیونکہ محتسب کا کام یہ ہوتا ہے کہ خیانت، ناپ تول میں کمی، مصنوعات اور فروخت ہونے والی اشیاء میں ملاوٹ کرنے سے لوگوں کو سختی سے منع کرتا رہے۔ نیز اِس کا فرض ہے کہ گاہے بگاہے ناپ تول کے پیمانوں کا معائنہ کرتا رہے۔ کھانے پینے کی اشیاء تیار کرنے والوں، لباس اور دیگر آلات وغیرہ تیار کرنے والے کاریگروں کے حالات پر کھڑی نظر رکھے اور ان کو ممنوعہ صنعتوں سے روکتا رہے۔

مثلاً آلات راگ ورنگ، مردوں کے لئے ریشمی لباس وغیرہ بنانا۔ لوگوں کو مختلف قسم کی نشہ آور اشیاء تیار کرنے سے باز رکھے۔ صنعت کاروں کو ان کی مصنوعہ اشیاء میں ملاوٹ کرنے سے روکے اور ان لوگوں کو سامان تجارت بنانے اور سکّوں میں کھوٹ ملا کر خراب کرنے سے سختی سے روکے۔ نیز نقود کے "رأس المال" ہی رہنے کی نگرانی کرے۔ اس کے ذریعے تجارت کی جائے۔ خود اِس کی تجارت نہ کی جائے۔

جب حکومت کسی سکّہ یا کرنسی کو ممنوع قرار دے تو محکمہ احتساب کی ذمہ داری ہے کہ وہ لین دین اور تجارتی معاملات میں اس ممنوع کرنسی کو دیگر سکّوں سے مختلط ہونے سے روکے۔[4]

بدعنوانی اور خیانت کی بناء پر اسلامی ریاست کی معاشی زندگی میں پیدا ہونے والے معاشی عدم توازن کو دُور کرنے کے لئے احتسابی ادارے کا کردار نہایت اہم رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عہدِ نبوی میں رسول اللہ نے بحیثیت محتسب اعلیٰ اِسلامی ریاست میں عمل احتساب کے ذریعے معاشی و اقتصادی معاملات میں لوگوں کی متعدد فرد گزاشتوں پر مواخذہ فرمایا، تجارت اور لین دین کے متعلق آپ نے بہت سی اِصلاحات جاری فرمائیں جن پر سختی سے عمل درآمد ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کی معاشی معاملات میں احتساب

عہدِ رسالت میں معاشی معاملات میں احتساب کے متعلق احادیث میں متعدد واقعات ملتے ہیں۔ جس کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

ایک دفعہ حضور ﷺ ایک ایسے تاجر کے پاس سے گزرے جو عمدہ گندم کو گھٹیا گندم کے ساتھ ملا کر فروخت کر رہا تھا۔ نبی اکرم نے اس سے دریافت فرمایا کہ تُو نے ایسا کیوں کیا؟ اُس نے جواب دیا کہ میں نے اِرادہ کیا کہ گھٹیا گندم بھی فروخت ہو جائے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عمدہ اور گھٹیا اناج میں سے ہر ایک کو الگ الگ کرو، ہمارا دین دھوکہ دھی کو ناجائز قرار دیتا ہے۔[5]

رسول اکرم ﷺ نے بازاروں میں تجارتی بدعنوانی کے خاتمے کے لئے مردوں کے علاوہ خواتین کو بھی بطور انسپکٹر بازار مقرر فرمایا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ اس عمل کی تصریح کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں:

"اس بازار میں عورتیں بھی سامانِ تجارت لاتی ہوں گی۔ لہٰذا ان کی نگرانی، ان کی مدد اور اُن کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کسی عورت ہی کو مامور کیا جا سکتا تھا۔"[6]

حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک قصاب کے پاس سے گزرے جو بکری کی کھال اتار رہا تھا اور اس میں ہوا بھر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا جس نے دھوکہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ بکری کی کھال اور گوشت کو جدا کرو لیکن پانی نہ لگاؤ۔[7]

عہدِ رسالت میں رسول اللہ ﷺ نے بطورِ خاص عمال کے احتساب پر توجہ مبذول فرمائی۔ عمال زکٰوۃ اور صدقہ وصول کر کے لاتے تو رسول اکرم بہ نفسِ نفیس جائزہ لیتے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبادہؓ کو صدقات وصول کرنے کے لئے عامل بنا کر بھیجتے ہوئے فرمایا: اے ابوالولید! قیامت کے روز ایسی حالت میں نہ آنا کہ اپنے اُوپر بلبلاتے ہوئے اونٹ کو یا ڈکارتے ہوئے گائے کو یا منمناتی ہوئی بکری کو اُٹھائے ہوئے ہو۔ ابوالولید نے کہا اے اللہ کے رسول! کیا ایسا بھی ہو گا۔ آپ نے فرمایا: ہاں! قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، یقیناً ایسا ہو گا اِلاّ یہ کہ جس پر اللہ رحم فرماویں۔ اِس پر اُس نے عرض کی: قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں کبھی بھی کسی منصب کا عامل نہیں بنوں گا۔[8]

اس حقیقت سے اِنکار نہیں کہ اِسلامی ریاست میں عمل غش (ملاوٹ) عمل تجنیس (نقص و گھٹیا) اور عمل تدلیس (فریب، دھوکا) جیسے معاملات میں احتساب کی ضرورت اسی وقت محسوس کرلی گئی تھی جب ریاست مدینہ کی تشکیل ہوئی۔ اُس وقت رسول اللہ بحیثیت محتسب اعلیٰ بہ نفس نفیس احتسابی اقدامات فرماتے تھے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ وقتاً فوقتاً بازار تشریف لے جاتے اگر کوئی غلط کام دیکھتے تو فوراً

تادیب فرماتے۔ چنانچہ آپ کے احتسابی کردار کا واقعہ مشہور ہے جس کو امام مسلم نے حضرت ابو ہریرۃؓ کے حوالہ سے روایت کیا ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ اس غرض سے بازار معائنہ فرمانے کے لئے تشریف لے گئے۔ ایک جگہ گندم کا ڈھیر نظر آیا۔ آپ نے دست مبارک اس میں ڈالا تو نیچے سے گیلا گندم نکلا اور اُنگلیوں کو تری محسوس ہوئی۔ آپ نے فرمایا گندم والے! یہ کیا ہے؟ اُس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! یہ بارش سے بھیگ گیا تھا۔ فرمایا اِس گیلے گندم کو اُوپر کیوں نہیں رکھا؟ جواب دیا یا رسول اللہ! پھر کون خریدتا؟ آپ نے فرمایا نہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے، یاد رکھو! جو شخص اس طرح کی ہیرا پھیری یا دھوکہ بازی کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ [9]

عہد خلافت کے معاشی امور کی احتسابی سرگرمیاں

عہد خلافت میں اِسلامی ریاست و دیگر سرکاری اہلکاروں کے معاشی معاملات پر گہری نظر رکھی جاتی تھی۔ تنخواہ کے علاوہ سرکاری اہلکاروں کی دولت پر گرفت، احتسابی ادارے کے دائرہ کار میں آتی اور بحق سرکار ضبط کرلی جاتی تھی۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں زکوٰۃ، صدقات، خراج، ٹیکس کی وصولی پر مامور سرکاری اہل کاروں پر خصوصی طور احتسابی نگاہ ہوتی کہ کہیں اختیارات کا ناجائز استعمال تو نہیں ہوا۔ اور کیا بذات خود عامل نے خیانت کا ارتکاب تو نہیں کیا۔ یا سرکاری اہلکار کے قبل از ملازمت اثاثہ جات میں غیر معمولی اِضافہ تو نہیں ہوا۔

ایسے تمام معاشی پہلو احتسابی اِدارے کے دائرہ کار میں آتے تھے۔ علماء متقدمین میں سے قاضی ابو یوسف نے "کتاب الخراج" میں انفرادی اور اجتماعی معاشی معاملات جیسے عمال، خراج، تحصیلِ مال میں ظلم سے اجتناب جیسے پہلوں پر مدلّل بحث کی ہے۔ قاضی ابو یوسف سرکاری اہلکاروں کی بدعنوانی کی بیخ کنی اور محتسب کی سعادت مندی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> عمر بن الخطاب نے ابو موسیٰ کو لکھا کہ "امّا بعد اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ سعادت مند نگران وہ ہے جس کے سبب اس کی رعایا کو سعادت نصیب ہو اور سب سے بدبخت نگران وہ ہے جس کی ہاتھوں اُس کی رعایا تباہ ہو جائے، دیکھو! تم خود راہِ راست سے نہ ہٹنا، کیونکہ اِس کے نتیجے میں تمہارے اعمال بھی بگڑ جائیں گے۔ ایسا کرو گے تو اللہ کے حضور تمہارا حال اُس جانور کا سا ہو گا جس نے زمین پر کچھ سبزہ

دیکھا تو اُس کو چرنے لگا تا کہ موٹا ہو جائے حالانکہ اسی موٹاپے میں اُس کی موت مضمر ہے"۔[10]

ابو عبید القاسم بن سلام اپنی مشہور تصنیف "کتاب الاموال" میں احتسابی اِدارے کے دائرہ کار میں آنے والے جن معاشی معاملات کا احاطہ کرتے ہیں اُن میں حکام کی آمدنی بھی شامل ہے۔ حکام کی آمدنی پر محاسبہ کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

"حضرت عمرؓ نے اپنے گورنروں کے پاس جن میں حضرت سعدؓ اور حضرت ابوہریرہؓ بھی تھے اپنا آدمی بھیجا اور ان سے ان کی دولت کا نصف حصہ لیا"۔[11]

علامہ ابن تیمیہؒ حضرت عمرؓ کا ایک دوسرا واقعہ نقل فرماتے ہیں:

"آپؓ بحیثیت محتسب بازاروں میں گشت لگاتے، ہاتھ میں درّہ ہوتا اور کسی کا ملاوٹ یا کھوٹ کرنا ظاہر ہو جاتا تو حفظ احتسابی کردار کی اَدائیگی کے لئے وہ حرکت میں آجاتا۔ ایک بار کوئی شخص دودھ میں پانی ملا کر فروخت کر رہا تھا آپؓ نے اُس کا سارا ملاوٹ شدہ دودھ ضبط کر کے زمین پر بہا کر تلف کر دیا"[12]

اسی طرح اگر کوئی صاحب امر (حاکم و قاضی) دھوکہ باز اور ملاوٹ کرنے والوں کو یہ سزا نہ دینا چاہے کہ دھوکہ و فریب سے حاصل کردہ مال صدقہ کر دیا جائے یا اُسے تلف کر دیا جائے۔ تو اُس پر لازم ہے کہ وہ اِس دھوکہ اور فریب کے ضرر سے لوگوں کو بچائے یا تو وہ ملاوٹ کا ازالہ کرے یا ملاوٹ والی چیز کو کسی آدمی کے ہاتھ بیچے جسے معلوم ہو کہ یہ ملاوٹ شدہ ہے اور وہ اسے آگے فروخت بھی نہیں کرے گا...، ملاوٹ والا شہد، مکھن اور دیگر ملاوٹ شدہ تجارتی سامان کے ساتھ بھی یہ معاملہ کیا جائے گا۔[13]

امام ابن تیمیہؒ نے ایسے مجرموں کے لئے کوڑے، قید و بند اور بازار سے اِخراج جیسے احتسابی اقدامات و تعزیرات کا ذکر بھی کیا ہے۔[14]

امام ابن قیمؒ نے بھی ایسے ہی احتسابی اقدامات اٹھانے کا ذکر کیا ہے۔[15]

اِسی طرح عمل غش، تجنیس اور تدلیس پر محتسب کی احتسابی کارروائی کا ذکر کرتے ہوئے قلقشندی اور المقریزی نے صراحتاً لکھا ہے کہ محتسب کھوٹ کرنے والوں کو آئندہ کاروبار سے روک دیا کرتا تھا۔ نیز اُس کے حدود و اختیار میں تھا کہ بذریعہ ڈھنڈورچی اعلان کرادے کہ فلاں فلاں شخص نے یہ جرم کئے ہیں

اور اُن کو یہ سزائیں دی گئی ہیں۔اِس سے غرض یہ ہوتی تھی کہ دوسروں کو سبق اور عبرت حاصل ہو۔[16] بد دیانت پیشہ وروں کو بھی ایسا پیشہ جاری رکھنے سے منع کر دیا جاتا تھا۔علاوہ ازیں:

"سنار، دھوبی، رنگ ریز اور درزی وغیرہ خاص طور سے اُس کی نظر میں رہتے تھے۔اِس لئے کہ اکثر بد دیانت قسم کے لوگ مال لے کر فرار اختیار کر لیا کرتے تھے۔کسی سے بد دیانتی کا اظہار ہوتا تو محتسب اسے اپنا پیشہ جاری رکھنے سے روک دیا کرتا تھا"۔[17]

دُرّے وغیرہ لگانا، سختیاں کرنا اور قید کرنا وغیرہ قسم کے اختیارات محتسب کو حاصل تھے۔ کبھی کبھی کھوٹ اور بد دیانتی کرنے والوں کو وہ اُونٹ اور گدھے پر سوار کراتا۔اس طرح کہ اُس کی پیٹھ سواری کے منہ کی طرف ہو۔ایسی حالت میں اُسے بازاروں میں گشت کراتا، نیز اس کو ایسا لباس پہنایا جاتا جس میں گھنٹیاں اور طرح طرح کی کوڑیاں، چیتھڑے، لومڑی کی دُمیں اور سیپیاں لٹکتی ہوتیں اور ملزم کی ایک خاص ہیئت بن جاتی اس کے سر پر نوکدار ٹوپی رکھ دی جاتی۔لڑکے اس کے پیچھے پیچھے شور مچاتے اور سخت سے سخت فقرے، پھبتیاں اور کریہہ الفاظ استعمال کرتے۔[18]

تجارتی اور معاشی حوالہ سے بہت سے اُمور ایسے ہیں جن کی اِصلاح کے بغیر معاشی فساد سے نجات ممکن نہیں۔ مثلاً مصنوعی قلت وذخیرہ اندوزی، سٹہ بازی (Speculative Trade) اِجارہ داریاں، سمگلنگ، اشیاء خورد و نوش اور اَدویات وغیرہ میں ملاوٹ اور جعلسازی، تجنیس اشیاء، سودی لین دین اور رشوت وغیرہ کا سدّباب احتساب ہی کے ذریعے ممکن ہے۔

جس معاشرے میں دولت چند ہاتھوں میں مرتکز ہو۔دولت مند طبقہ وسائل پر قابض ہو اور غریب عوام مفلوک الحال ہوں وہ معاشرہ کبھی بھی مستحکم نہیں ہو سکتا۔یہ طبقاتی تفریق جہاں دولت مندوں کے دِلوں میں قساوت، بے رحمی، خود غرضی اور بخل پیدا کرتی تو دوسری طرف غریب عوام کے دِلوں میں بغض، حسد، کینہ، عداوت و نفرت کے جذبات بھڑکا دیتی ہے۔اِس لئے معاشرے میں تقسیم دولت کا فطری اور قابلِ عمل طریقہ ہونا چاہئے۔اور ہر شخص کو اپنے کسب و عمل سے اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر جائز اور مناسب حق مل سکے۔

چنانچہ اجرتوں کے تعین اور تنخواہوں کی اَدائیگی کے سلسلہ میں ریاست پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ملازمین کی اتنی تنخواہ اور اجرتیں مقرر کریں۔جس سے زندگی کی بنیادی سہولتیں آسانی سے میسر آسکیں وہ اور ان کے لواحقین ایک معقول معیار کے مطابق زندگی گزار سکیں۔

اِسلامی نقطہ نظر سے ہر گز اس بات کی اِجازت نہیں کہ دولت کسی خاص طبقہ میں یا چند ہاتھوں میں محدود ہو کر رہ جائے کَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ [19] بلکہ وسیع پیانے پر دولت کی گردش ضروری ہے تاکہ امیر و غریب کے درمیان تفاوت کو کم کیا جائے۔ موجودہ دور میں اقتصادی قوت کی بڑی اہمیت ہے اور جو قومیں اِس میدان میں آگے بڑھتی ہیں، سیاسی اعتبار سے بھی اُنہیں بالادست قوت کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔

موجودہ دور میں غلامی اور محکومی کی نئی شکل "اقتصادی محکومی" ہے۔ جس میں اہم کردار بیرونی قرضوں کا ہے۔ قرضے چاہے انفرادی ضروریات کے لئے ہوں یا اجتماعی ضروریات کے لئے، بہت بڑا بوجھ ہے اور موجودہ حالات کے تناظر میں دیکھا جائے تو واضح ہوگا کہ ان کے ذریعے پائیدار معیشت کبھی بھی قائم نہیں ہو سکتی۔

اِس لئے آنحضرت ﷺ نے قرضوں کے حصول کے حوصلہ افزائی نہیں فرمائی۔ بلکہ حتی الوسع گریز کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ آپ اکثر اِن الفاظ میں قرض سے پناہ مانگتے تھے: "اللھم انی اعوذ بک من المغرم"[20] اور قرض کو ذلت اور رسوائی کا باعث قرار دیا ہے۔ چاہے وہ انفرادی طور پر ہو یا اِجتماعی طور پر۔ بالخصوص آج کل کے حالات میں جبکہ قرضوں کی صورت میں بھاری سود اَدا کر کے پورے ملک اور قوم کو گروی رکھا جا رہا ہے اس کی قباحت مزید بڑھ جاتی ہے اپنے وسائل پر انحصار کرنے کے بجائے دوسروں کے سہارے زندہ رہنے والی قوم کبھی بھی خوشحال نہیں ہو سکتی۔

ضرورت اِس امر کی ہے کہ معاشرے میں بے لاگ احتساب کے موثر کردار کو اُجاگر کر دیا جائے۔ تاکہ اِس صورتحال کا تدارک کیا جاسکے۔ اپنے وسائل پر انحصار کیا جائے۔ ملکی معیشت کو اپنے پاوں پر کھڑا کیا جائے اور غیر ملکی اِمداد کی بجائے خود اِنحصاری کا طریقہ اپنایا جائے۔ ملکی معیشت کی پاک رگوں کو سودی و غیر ملکی قرضہ جات سے محفوظ رکھا جائے۔ کیونکہ سودی قرضے سے کوئی بھی ملک اور قوم خوشحال نہیں ہوسکتی۔ سودی قرضہ کسی بھی ملکی معیشت کو اتنا سہارا دے سکتا ہے جتنا پھانسی کا رسہ پھانسی پانے والے شخص کو دے سکتا ہے۔

عمل تطفیف، عمل غش، عمل تدلیس، جعل سازی، عمل تجنیس اور قرضوں کی عدم اَدائیگی، گداگری، نیز نرخوں کا تعین و نگرانی، رشوت، ذخیرہ اندوزی، جوئے بازی، سرکاری اہلکاروں کی بدعنوانی، اکتسابِ

رزق کے ممنوع طریقوں پیشوں اور اِداروں کی تطہیر کے لئے تمام معاملات اِحتسابی اِدارے کے دائرہ اِختیار میں دے دئے جائیں۔

حوالہ جات وحواشی

[1] ارتھ شاستر، کوتلیہ چانکیہ، اُردو ترجمہ: سلیم اختر، حواشی: خالد ارمان، نگارشات پبلشرز، لاہور، ص ۳۷، ۳۳۔

[2] طوسی، نظام الملک، سیاست نامہ، ترجمہ محمد منور، مجلس ترقی ادب ۲، نرسنگھ داس گاردن کلب، روڈ، لاہور، ت ن، ص ۴۹۔

[3] ابن قیم، الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ، (ترجمہ: پروفیسر شاہین لودھی)، فاروقی کتب خانہ، ملتان، ۱۹۹۳ء، ص ۴۸۱۔

[4] ایضاً

[5] علی المتقی (م ۹۷۵ھ)، کنز العمال فی السنن والا قوال الافعال، بیروت دار الاحیاء التراث، ۱۹۹۰ء، باب الغش، رقم الحدیث: ۹۹۷۴۔

[6] محمد حمید اللہ ڈاکٹر، خطباتِ بہاولپور، طبع پنجم، اِدارہ تحقیقاتِ اِسلامی، اِسلام آباد، ۱۹۹۷ء، ص ۲۹۸۔

[7] کنز العمال، باب الغش، رقم الحدیث: ۹۹۷۲۔

[8] البیہقی، جلیل ابی بکر احمد بن الحسین، السنن الکبریٰ، دار الفکر، بیروت، لبنان، ج ۴، ص ۱۵۸۔

[9] مسلم، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی من غش فلیس منّا، رقم الحدیث: ۱۰۲۔

[10] ابو یوسف قاضی، کتاب الخراج، ترجمہ: محمد نجات اللہ صدیقی، طبع اوّل، مکتبہ چراغِ راہ، آرام باغ روڈ، کراچی، ۱۹۹۲ء، ص ۱۳۴۔

[11] ابو عبید القاسم بن سلام، کتاب الاموال، ترجمہ: عبد الرّحمن سورتی، ص ۴۰۳۔

[12] ابن تیمیہ (م ۱۳۲۸ھ)، الحسبۃ فی الاسلام، ترجمہ: طفیل ضیغم انصاری، طبع اوّل، ۱۹۸۴ء، البدر پبلی کیشنز لمیٹڈ، لاہور، فصل پنجم، ص ۹۰۔

[13] ایضاً۔

[14] ایضاً۔

[15] ابن قیم، الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ، حصہ ششم احتساب، ۴۸۲۔

---

[16] القلقشندی، ابو العباس احمد، صبح الاعشیٰ، قاہرہ، مطبعۃ الامیریۃ، ۱۹۱۸ء، ج ۳، ص ۴۸۷؛ المقریزی (۸۴۵ھ) تقی الدین الدین ابو العباس احمد بن علی، المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار، مصر، ۱۲۷۰ھ، ص ۲۴۲۔

[17] النویری، شہاب الدین احمد بن عبد الوہاب، نہایۃ الارب فی فنون الادب، قاہرہ، ۱۹۲۳ء، ص ۲۱۱۔

[18] ایضاً۔

[19] الحشر (۹۵): ۷۔

[20] صحیح بخاری، باب من استعاذہ من الدین، رقم الحدیث: ۲۳۹۷۔